© rasailojaraid.com

مولانا حافظ عبد الرحمان مدنی مدیر ماہنامہ محدث لاہور

مولانا محمد عبید اللہ عفیف لاہور

الاستفسار

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسمی منصف خان ولد خادم خان قوم پٹھان سکنہ کوٹ لکھپت لیاقت آباد مین بازار نے اپنی بیوی مسماۃ امینہ بی بی دختر فرید خان کو کسی بد زبانی پر ایک موقع پر تقریباً پانچ چھ دفعہ یہ الفاظ کہے "میں نے تمہیں طلاق دی" جب کہ وہ حالت حیض میں تھی، اب میں اپنے الفاظ پر نادم ہوں اور امینہ بی بی کو اپنی بیوی کی حیثیت سے رکھنا چاہتا ہوں، کیا کتاب و سنت کی رو سے مجھ کو رجوع کی اجازت ہے؟ (منصف خان)

الجواب:

صورت مسئولہ میں چونکہ طلاق حالت طہر میں نہیں دی گئی اور ایک ہی موقع پر متعدد مرتبہ لفظ "طلاق" کہہ کر ایک شرعی وسعت میں تنگی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس لئے طلاق دینے والا دو گناہوں کا مرتکب ہوا ہے۔ لہٰذا اسے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیے۔

باہمی معاملات میں اس فعل کے ارتکاب سے ایک طلاق رجعی ہو چکی ہے جس کے بعد ایام عدت میں طلاق دینے والے کو رجوع کا اختیار ہے۔

کتاب و سنت کے دلائل ملاحظہ فرمائیں:

(ا) قرآن مجید میں ہے الطلاق مرتان (البقرۃ/۲۲۹) یعنی طلاق رجعی کے دو مرحلے ہیں۔ چونکہ یہاں لفظ "طلاق" ایک ہی موقعہ پر کئی مرتبہ کہا گیا ہے، اس لئے باوجود کئی مرتبہ دہرانے کے طلاق ایک ہی ہوئی ہے۔ جو رجعی ہے لہٰذا ایام عدت میں رجوع ہو سکتا ہے۔

(ب) حدیث میں ہے۔ عن ابن عباس قال: کان الطلاق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وسنتین من خلافۃ عمر طلاق الثلاث واحدۃ، فقال عمر بن الخطاب: ان الناس قد استعجلوا فی امر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کانت لهم فیه اناة فلو امضیناه علیهم فامضاه علیهم (صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۷۸) حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ تین مرتبہ دہرائی ہوئی طلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکرؓ اور عمرؓ کی خلافت کے پہلے دو سال ایک طلاق شمار ہوتی تھی۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ لوگ ایسے امر میں جلد بازی کر رہے ہیں جس میں ان کے لیئے ڈھیل ہے۔ پس کیوں نہ (بطور سزا) ہم تین دفعہ کے الفاظ کو تین طلاقیں ہی قرار دے دیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسی طلاق کو تین طلاقوں کی صورت میں جاری کر دیا۔

حدیث بالا سے واضح ہے کہ شرع تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل ہو گئی اور شرعی حکم وہی ہے جو رسول اللہ، ابوبکرؓ اور عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دو سال جاری رہا۔ حضرت عمرؓ نے شرع میں کوئی تبدیلی نہیں کی اور نہ ہی کسی صحابی کو ایسا اختیار ہے۔ البتہ تعزیری احکام خلیفہ وقت جاری کر سکتا ہے۔ اور حضرت عمرؓ نے یہ حکم تعزیراً (بطور سزا) جاری فرمایا تھا۔ لہٰذا شرعی حکم ان کے نزدیک بھی وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت میں، اور ان کی اپنی خلافت کے ابتدائی سالوں میں نافذ تھا۔ باقی رہا مسئلہ سختی کا تو وہ ہنگامی حالات میں ہوتی ہے۔ اور ایسے حالات کے ختم ہونے سے وہ سختی بھی جاتی رہتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن و حدیث کی رو سے صورت مسئولہ میں صرف ایک طلاق واقع ہوئی ہے جس کے بعد خاوند رجوع کر سکتا ہے اور وہ رجوع کرنا چاہتا ہے لہٰذا کوئی شرعی امر مانع نہ ہے۔ ہٰذا ما عندی واللہ عندہٗ حسن الصواب!

(حافظ عبدالرحمٰن مدنی)

(۲)

محترم جناب مولانا صاحب، ازراہ کرم تحریری فتویٰ مرحمت فرمائیں۔

۳۰ مارچ کو ایک طلاق نامہ کسی کاتب سے تحریر کرایا گیا۔ جس میں طلاق، طلاق، طلاق تحریر تھا اس طرح یہ طلاق البدعت ہو گئی۔ اس قسم کی طلاق لڑکے کے والد نے اپنی پسند سے تجویز کی اور اس پر اپنے لڑکے سے دستخط کروائے۔

ابن اسحاق، طاؤس، عکرمہ اور ابن عباسؓ کے مطابق ایک ہی وقت میں دی گئی طلاق ثلاثہ کو ایک طلاق مانا گیا۔ ابن عابدین جلد ۲ صفحہ ۳۴۳، ابن رشد جلد ۲ صفحہ ۵۱۔ ابن عباسؓ ہی کے حوالہ سے اس بات کا علم ہوا ہے کہ حضورؐ کے زمانہ میں اور خلیفہ اول کے زمانہ میں بھی ایک ساتھ دی ہوئی تین طلاقوں کو ایک مانا جاتا رہا ہے۔ دوسرے خلیفہ کے زمانہ کے چند سال تک بھی ایسا ہی سمجھا گیا۔ ابن رشد، سنن ابی داؤد صفحہ ۲۹۹ ج ۲، ابن قدامہ جلد ۷ صفحہ ۱۰۲ ـــــــ ایک شخص نے حضورؐ سے کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدی

© rasailojaraid.com